جہاد افغانستان کے مخالفین کی خدمت میں

ایک مضمون کا حقیقت افروز اقتباس جناب ممتاز احمد خان کے قلم سے جس میں سرخپوش لیڈر جناب عبدالغفار خان صاحب کو مخاطب کیا گیا ہے!

آج کل اخبارات میں آپ کے حوالے سے افغانستان میں جنگ آزادی پر آپ کے تبصرے شائع ہو رہے ہیں کہ یہ در اصل امریکہ اور روس کی جنگ ہے اور افغان مجاہدین دانستہ یا نادانستہ امریکہ کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ ورنہ انہیں روس سے کوئی خطرہ نہیں اور انہیں چاہئے کہ یہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ اور وہاں آرام اور سکون سے بیٹھیں آج اس سے زیادہ دکھ دینے والی اور بعید از حقیقت بات اور کیا ہو سکتی ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔

آپ کی یہ باتیں پڑھ کر ذہن یک دم پچھلی صدی کے وسط میں افغانستان اور برطانوی استعمار کے درمیان جنگوں کی طرف مبذول ہو جاتا ہے۔ امیر دوست محمد خان والئ افغانستان کے فرزند خان محمد اکبر خان کی روح کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے اور ان کے مرقد پر ہمیشہ انوار و رحمت کی بارش برسائے۔ وہ اسلام کی تاریخ کا ایک انتہائی درخشندہ اور تابندہ باب رقم کر گئے ہیں۔ انہوں نے افغانستان میں برطانوی فوجوں کو ایسی ذلت آمیز شکستوں سے دوچار کیا کہ سوائے ایک ڈاکٹر برٹن کے اور کوئی شخص زندہ سلامت پشاور نہ پہنچ سکا۔ اگر اس وقت کوئی شخص کہیں بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا ہوتا کہ

" اکبر خان تو یہ سارا کھیل روس کے اشارے پر کھیل رہا ہے ورنہ برطانوی فوجیں تو افغانستان کے لئے باعث رحمت ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان دو بھینسوں کی لڑائی میں نہ آئیں یا بے چارے برطانوی فوجوں کی امداد کریں (جیسا کہ کابل کے شمال میں قزلباش قبیلے کا رویہ تھا) تو قبلہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہوگی؟ یہ جغرافیائی خطہ جو گذشتہ دوسو سال سے افغانستان کے نام سے موسوم ہے پچھلے تقریباً ایک ہزار سال سے مجاہدین اسلام کا مولد و مسکن ہے۔ انہوں نے جنوب مغربی اور جنوبی ایشیا میں شجاعت اور حمیّت اسلامی کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ یہی لوگ بیرونی استعمار اور استبداد کے خلاف آج اپنی آزادی اسلامی اقدار اور عزت و آبرو کی خاطر ایسی شدید اور شاندار جنگ لڑ رہے ہیں اور ایسی بے دریغ جان و مال کی قربانی دے رہے ہیں جو تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کر رہی ہے۔ کاش آپ نے غزنی کے مضافات میں سلطان محمود غزنوی کے روضۂ رضیہ اور قبۂ بارتبہ کی دیوار پر کندہ اس روح پرور اور ایمان افروز عبارت پر کبھی غور و خوض فرمایا ہوتا۔ بقیہ صفحہ ۲۲ پر